

وقت امانت ہے!

ڈاکٹر عبدالواسع شاہ

وقت اور اس کی ترتیب و تنظیم ایک اہم علمی، سائنسی اور تکنیکی موضوع بن چکا ہے۔ اس موضوع پر سیسی ناز اور ورک شاپس منعقد کرائی جا رہی ہیں اور کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ وقت کی ترتیب و تنظیم کا شعور و ادراک مغربی دنیا میں مخصوص مادی مسائل کے باعث صرف نصف صدی سے زیادہ قدیم موضوع نہیں ہے۔ لیکن وقت کی اہمیت اور اس سے متعلق جملہ امور کے بارے میں قرآن کریم اور نبی کریمؐ نے ۱۴۰۰ سال پہلے دنیا کو آگاہ کر دیا تھا۔ یہ ہماری بد نصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ مغربی اور دیگر اقوام نے وقت کی اہمیت کا بروقت احساس کر کے دنیوی شعبوں میں ترقی کر لی اور ہم سے آگے نکل گئے مگر ہم وقت کی اہمیت کو فراموش کر کے ہر میدان میں پیچھے رہ گئے۔

سید مودودیؒ اپنی معرکہ آرا تفسیر تفہیم القرآن میں سورۃ العصر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”پہلے یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ جو زمانہ اب گزر رہا ہے وہ دراصل وقت ہے جو ایک ایک شخص اور ایک ایک قوم کو دنیا میں کام کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔ اس کی مثال اس وقت کی سی ہے جو امتحان گاہ میں طالب علم کو پرچے حل کرنے کے لیے دیا جاتا ہے۔ یہ وقت جس تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے اس کا اندازہ تھوڑی دیر کے لیے اپنی گھڑی میں سیکنڈ کی سوئی کو حرکت کرتے ہوئے دیکھنے سے آپ کو ہو جائے گا، حالانکہ ایک سیکنڈ بھی وقت کی بہت تھوڑی مقدار ہے۔ اسی ایک سیکنڈ میں روشنی ایک لاکھ ۸۶ ہزار میل کا راستہ طے کر لیتی ہے اور خدا کی خدائی میں بہت سی چیزیں ایسی

بھی ہو سکتی ہیں جو اس سے بھی تیز رفتار ہوں خواہ وہ ابھی ہمارے علم میں نہ آئی ہوں، تاہم اگر وقت کے گزرنے کی وہی رفتار سمجھ لی جائے جو گھڑی میں سیکنڈ کی سوئی کے چلنے سے ہم کو نظر آتی ہے اور اس بات پر غور کیا جائے تو ہم جو کچھ بھی اچھا یا برا فعل کرتے ہیں اور جن کاموں میں بھی ہم مشغول رہتے ہیں سب کچھ اسی محدود مدت عمر ہی میں وقوع پذیر ہوتا ہے جو دنیا میں ہم کو کام کرنے کے لیے دی گئی ہے تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا اصل سرمایہ تو یہی وقت ہے جو تیزی سے گزرا جا رہا ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، ص ۴۵۰)

وقت کی اہمیت و افادیت کو حضور اکرمؐ نے متعدد مواقع پر مختلف انداز سے امت کی رہنمائی اور فلاح و کامرانی کے لیے بیان فرمایا ہے۔ حضرت عمرو بن میمونؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ”پانچ حالتوں کو پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہو وہ اٹھا لو..... غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے، تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے، خوشحالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگدستی سے پہلے، فرحت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے، اور زندگی کو موت سے پہلے“ (الترغیب و الترہیب)۔ اس حدیث مبارکہ میں جن حالتوں کو بیان کیا گیا ہے وہ ہمارے لیے وقت کے استعمال اور ترجیحات سے متعلق رہنمائی کا نمونہ ہیں۔

وقت کی اہمیت

قرآن و حدیث کی روشنی میں وقت کی چار بنیادی خصوصیات ہیں:

۱- اس کائنات میں ہر جان دار و بے جان مخلوق کا ایک وقت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا مقدر اور وقت مقرر کر رکھا ہے اور یہ مقدر اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔ دنیا میں ہر انسان کے نہ صرف پیدا ہونے کا وقت مقرر ہے بلکہ اس کے ہر کام کا وقت مقرر ہے، حتیٰ کہ ہماری سانسیں بھی مقرر ہیں کہ کتنی سانسیں بندہ اس دنیا میں لے گا۔

۲- وقت گزرنے والی چیز ہے۔ وقت لمحہ بہ لمحہ گزر رہا ہے اور گزر جائے گا۔ امام رازیؒ نے کسی بزرگ کا قول نقل کیا ہے کہ ”وقت کی مثال ایک برف والے کی طرح ہے جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ دیکھو میرا زندگی کا سرمایہ گھلا جا رہا ہے اور اگر یہ برف کارآمد نہیں ہوئی تو یہ رکھے رکھے

کھل جائے گی اور ختم ہو جائے گی۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، ص ۳۵۰)

۳۔ تیزی کے ساتھ گزرتا ہوا ہر سیکنڈ اور لمحہ جو گزر گیا وہ واپس نہیں آئے گا۔ اس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ انسان جو پیسہ خرچ کر لے وہ دوبارہ کمایا جاسکتا ہے لیکن وہ وقت جو گزر گیا واپس نہیں آسکتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ”ہر آنے والا دن جب شروع ہوتا ہے تو وہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے انسان! میں ایک نو پیدا مخلوق ہوں، میں تیرے عمل پر شاہد ہوں، تو مجھ سے کچھ حاصل کر لے، میں تو اب قیامت تک لوٹ کر نہیں آؤں گا۔

۴۔ وقت کے ایک ایک لمحے کا حساب ہمیں اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ”حشر کے میدان میں آدمی آگے نہ بڑھ پائے گا جب تک کہ پوری زندگی کا حساب نہ دے لے۔ پوچھا جائے گا کہ عمر کہاں گزاری، جوانی کیسے گزاری، مال کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا اس کو کس طرح استعمال کیا (التغییب و التہییب)۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ”تباہ ہو گیا وہ شخص جس کا آج اس کے گزرے ہوئے کل سے بہتر نہ ہو۔“ سرور کائنات کا ایک اور فرمان ہے: ”مومن کے لیے دو خوف ہیں: ایک اجل جو گزر چکا ہے معلوم نہیں خدا اس کا کیا کرے گا اور ایک اجل، جو ابھی باقی ہے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ اس میں کیا فیصلہ صادر فرمائے؟ لہذا انسان کو لازم ہے کہ اپنی طاقت سے اپنے نفس کے لیے اور دنیا سے آخرت کے لیے، جوانی سے بڑھاپے کے لیے اور زندگی سے قبل موت کے لیے کچھ نفع حاصل کر لے۔“

وقت کی کمی یا ترجیحات کا تعین

اصل مسئلہ وقت کی کمی کا نہیں بلکہ ترجیحات کے تعین کا ہے۔ اگر ہم طے کر لیں کہ کون سی چیز یا کام ہماری پہلی ترجیح ہونی چاہیے، دوسری ترجیح کیا ہونی چاہیے، اور تیسری ترجیح کیا ہو، تو وقت کی کمی کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔ حضور اکرمؐ کی پوری ۲۳ سالہ نبوی زندگی میں کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ جس دن حضورؐ نے قرآن نہ پڑھا ہو اور دوسروں کو پڑھ کر نہ سنایا ہو۔ یہ ان کی زندگی کی ترجیح تھی اور ان کے صحابہؓ کی زندگی کی ترجیح تھی۔ حضور اکرمؐ کے صحابہؓ اتنا قرآن پڑھتے تھے کہ حضور اکرمؐ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”کوئی تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ

وقت امانت ہے!

کرنے“ (حدیث)۔ اگر ہماری بھی ترجیحات وہی ہوں گی جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے مقرر کی ہیں تو ہمارے لیے وقت کی کمی کا کوئی مسئلہ نہ ہوگا۔ حضور اکرمؐ اور صحابہؓ کے بعض خطبوں کا ابتدائی جملہ یہ ہوتا تھا کہ ”اے لوگو! تمہاری زندگی گزرتی چلی جا رہی ہے۔ یہ اچانک کسی پل ختم ہو جائے گی، جو وقت گزر گیا وہ تو گزر گیا لیکن جو آنے والا ہے اس کی فکر کرو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنی جنت کے لیے کچھ مال جمع کرلو“۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ”بندہ کا صرف وہی ہے جو اس نے کھالیا یا پہن لیا یا آگے بھیج دیا۔ جو اس نے خرچ نہیں کیا وہ سب وارثوں کا مال ہے“۔ (سنن کبریٰ، بیہقی)

وقت کے صحیح استعمال کا مقصد

ہمارے نزدیک وقت کی ترتیب و تنظیم کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ ہم اس بات کا اہتمام اور کوشش کریں کہ ہمارے وقت کا کوئی ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایمان والوں کی یہ خصوصیت بیان کی ہے کہ وہ اپنے وقت کو لغویات میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں (معارف القرآن، سورۃ مومنون)۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ جو ۲۴ گھنٹے ہمیں روزانہ ملتے ہیں اس میں ہم کتنا زیادہ سے زیادہ وقت اپنے فرائض کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ حقوق کی ادائیگی کے لیے نکالتے ہیں، اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

وقت میں اضافے کے لیے اور وقت کی کمی کو دور کرنے کے لیے بہت سارے طریقے ہمیں اللہ کے رسولؐ کی احادیث میں ملتے ہیں، نیز جدید دور میں وقت کے ضیاع کے حوالے سے تحقیقات نے بھی ہماری رہنمائی کے کچھ نکات متعین کر دیے ہیں۔ ان میں سے چند اہم اصول و نکات درج ہیں۔

دن کا آغاز نماز فجر سے پہلے

حضور اکرمؐ کی بہت ساری احادیث ہیں جن میں آپؐ نے فرمایا کہ صبح سویرے اٹھو گے تو اس کے نتیجے میں تمہارے رزق و مال میں برکت ہوگی، اور اگر صبح نہیں اٹھو گے تو پریشان و رنجیدہ رہو گے۔ ایک دن حضور اکرمؐ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے پاس صبح کے وقت تشریف لے

گئے۔ وہ آرام فرما رہی تھیں۔ حضور اکرمؐ نے ان کو جگاتے ہوئے فرمایا: ”بیٹی! اٹھو، اپنے رب کے رزق کی تقسیم کے وقت حاضر رہو اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان لوگوں کا رزق تقسیم کرتے ہیں۔“

صبح جلدی اٹھنے اور فجر کے بعد نہ سونے کے نتیجے میں ہم کو دن میں کئی گھنٹے اضافی مل جاتے ہیں۔ یہ ہماری بہت بڑی بد قسمتی ہے کہ صبح ۶ بجے سے ۸ بجے کے وقت کو جسے دنیا میں پرائم ٹائم کہا جاتا ہے ہم سونے میں گزار دیتے ہیں۔ امام ترمذیؒ نے حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ”اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما۔“ ایک مشہور چینی روایت ہے کہ ”جو آدمی صبح جلدی اٹھتا ہے اس کو دولت مند بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔“

جدید تحقیق سے ثابت ہے کہ انسان رات کو ۹ بجے کے بعد جو کام ایک گھنٹے میں کرتا ہے صبح کے اوقات میں وہی کام صرف ۲۰ منٹ میں کر لیتا ہے۔ اس دن اور رات میں ایک وقت ایسا بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پرائم ٹائم قرار دیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ”رات کے آخری پہر میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر آ جاتے ہیں اور منادی کر دیتے ہیں کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا، مجھ سے طلب کرو میں تمہاری ضرورت کو پورا کروں گا“ (بخاری)۔ پورے ۲۴ گھنٹوں میں اس سے زیادہ قیمتی وقت کوئی نہیں ہے اور وقت کی ترتیب و تنظیم اس بات کا ہی نام ہے کہ انسان اپنے پرائم ٹائم کو سب سے بہترین طریقے سے استعمال کر سکے۔ دنیا میں کوئی لیڈر شپ ایسی نہ ہوگی جس کو کوئی بڑی کامیابی ملی ہو اور وہ سحر خیزی کی عادی نہ ہو۔ اگر ہم صبح ۵ بجے اٹھ جائیں تو جو کام دن میں ہم ۳ گھنٹے میں کرتے ہیں وہ صبح میں ایک گھنٹے میں ہی کر لیں گے۔ ہمیں محسوس ہوگا کہ ہمارا دن ختم ہی نہیں ہو رہا ہے۔ اس سنت کو اپنائے بغیر اور اس عادت کو اختیار کیے بغیر ہمارے لیے نہ اخروی کامیابی ممکن ہے اور نہ دنیاوی برتری ہی۔

معاشی مصروفیات کی منصوبہ بندی

ہر فرد کو چاہیے کہ اپنے معاش کے لیے ایک وقت مقرر کرے کہ مجھے اپنے اوقات کا کتنا حصہ معاش کے لیے صرف کرنا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہر آدمی کی روزی اور اس کا رزق مقرر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جتنا ہمارے مقدر میں لکھا ہے اتنا ہی ہمیں ملے گا، چاہے ہم ۸ گھنٹے کام کریں یا ۱۶ گھنٹے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ”روزی انسان کا پیچھا کرتی ہے“ (الترغیب و ترہیب)۔ ”رزق میں کمی یا تاخیر سے پریشان نہ ہو اور روزی کو کمانے میں خوش اسلوبی سے کام لو“۔ (ایضاً)

انسان کی جسمانی استطاعت کے بارے میں محققین کہتے ہیں کہ کوئی بھی آدمی جب اپنے معاش کے لیے آٹھ گھنٹے سے زیادہ صرف کرتا ہے تو اس کا زائد صرف کردہ وقت کارآمد نہیں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی معاشروں میں ۸ گھنٹوں سے زیادہ کی ملازمت نہیں ہوتی۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ آدمی انہی اوقات میں زیادہ سے زیادہ کام کر کے اپنے حصے کا کام پورا کرے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے معاش کے لیے ایک وقت مقرر کریں جو ۸ گھنٹے سے زیادہ نہ ہو۔ انہی گھنٹوں میں پوری قوت اور توانائی کے ساتھ کام کریں۔ بہت سارے لوگوں نے تجربہ کر کے یہ سیکھا ہے کہ واقعی جو کام ہم ۱۲ اور ۱۴ گھنٹوں میں کر رہے تھے وہی کام اب ہم آٹھ گھنٹوں میں کر سکتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہم اپنے اوقات میں کافی اضافہ کر سکتے ہیں۔

معذرت کرنا سیکھیں

روزمرہ معاملات میں ہم بعض اوقات تکلف یا تعلق کی وجہ سے وعدہ کر لیتے ہیں اور وقت کی کمی کی وجہ سے اس وعدے کو پورا نہیں کر پاتے۔ اس کے نتیجے میں جن سے ہم وعدہ کرتے ہیں وہ بھی مشکل میں پڑ جاتے ہیں اور ہماری ساکھ بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس بات کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے کہ فرد کسی کو وقت دینے سے پہلے پوری طرح اطمینان کر لے کہ یہ ممکن بھی ہو گا یا نہیں۔ معذرت کرنا کوئی گناہ کا کام نہیں لیکن وقت دینے کے بعد نہ پہنچنا عہد کی خلاف ورزی ہے۔ مغربی دنیا میں کہا جاتا ہے کہ اگر آپ نے نہیں کہنا سیکھ لیا ہے تو آپ نے گویا اپنا آدھا وقت بچا لیا۔

وقت کو ضائع کرنے والی چیزیں

وقت کو ضائع کرنے والی چیزوں میں سب سے پہلا نمبر ٹیلی وژن کا ہے۔ ایک عام امریکی دن میں ۳ سے ۴ گھنٹے ٹی وی دیکھتا ہے، جب کہ پاکستان میں اوسطاً لوگ روزانہ دو سے ۳ گھنٹے ٹیلی وژن کے سامنے گزارتے ہیں۔ ٹیلی وژن کے بعد اب دوسرا نمبر موبائل فون کا ہے۔

ہمیں یہ اندازہ کرنا چاہیے کہ روزانہ ہم کتنے گھنٹے ٹیلی فون پر صرف کرتے ہیں۔ اوسطاً ایک موبائل فون پر روزانہ ۲۰ کالز اور ۱۲ ایس ایم ایس موصول ہوتے ہیں۔ اگر آپ اس وقت کو کنٹرول نہیں کر سکیں گے تو روزانہ ایک سے ۲ گھنٹے فون کا اور ایس ایم ایس کا جواب دینے میں لگ جائیں گے۔ اپنے ٹیلی فون پر گزرے ہوئے وقت کا اندازہ اور یقین کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو اس حوالے سے ایک نظم میں لانے کی ضرورت ہے، اگر ہم ہر فون کال کا جواب اُسی وقت دینا چاہیں گے تو ہم نہ آرام کر سکتے ہیں نہ کوئی سنجیدہ کام اور نہ کوئی میننگ ہی پوری توجہ کے ساتھ کر سکتے ہیں، فون ہمارے وقت کو ضائع کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے جس کو کنٹرول کیے بغیر ہم اپنے وقت کو قابو نہیں کر سکیں گے۔ اسی طرح ہمارا جو وقت ٹیلی وژن کے سامنے ضائع ہوتا ہے، اس کو بھی کم سے کم کرنے کی ضرورت ہے۔

وقت مقررہ کی پابندی کا اہتمام

ہمارے معاشرے میں دیے گئے وقت کی پابندی کا اہتمام نہ ہونے کے کچھ کی وجہ سے روزانہ کئی گھنٹے ضائع ہو جاتے ہیں۔ بالعموم میننگز اور پروگرامات دیے گئے وقت سے ۲۵، ۲۰ منٹ بعد شروع ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ وقت پر آ جاتے ہیں اور کچھ لوگ دیر سے آتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو وقت پر آ جاتا ہے اس کا بھی وقت ضائع ہوتا ہے اور جس نے بلایا ہوتا ہے اس کا بھی۔ اگر ہم اس کا یقین کریں تو روزانہ آدھا یا پونہ گھنٹہ انتظار میں ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ اس انتظار کے وقت کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے اپنے دائروں میں انتہائی ممکنہ حد تک وقت کی پابندی کا اہتمام کریں اور کروائیں تو سب کے وقت کو ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں۔

بہ یک وقت کئی کاموں سے اجتناب

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بہ یک وقت ہمارے سامنے کئی کام ہوتے ہیں۔ اور ہم انہیں ایک ساتھ کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں، اس کے نتیجے میں نہ صرف وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ وہ کام بھی اچھی طرح سے پورا نہیں ہو پاتا۔ بہتر یہ ہے کہ اگر کئی کام ہمارے سامنے ہوں تو ہم اس کی ترجیحات طے کریں۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ ضروری اور فوری ہو، اس کو مکمل کریں اور

اس کے بعد دوسری ترجیح کا کام شروع کریں۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف ہم اپنے وقت کو بچانے میں کامیاب ہوں گے بلکہ ان کاموں کو بھی موثر طور پر بروقت مکمل کر سکیں گے۔

تاخیر اور ٹال مٹول سے گریز

بعض اوقات ایک ہی وقت میں ہمارے سامنے کئی کام ہوتے ہیں۔ ہم ایک کام شروع کرتے ہیں لیکن اس کو پورا کیے بغیر دوسرا کام شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً دفتری زندگی میں روزانہ بہت سے خطوط اور نوٹس ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ہم ان کو پڑھتے ہیں اور پھر رکھ دیتے ہیں۔ ایک دو دن کے بعد انھیں پھر دوبارہ پڑھتے ہیں اور رکھ دیتے ہیں، اور پھر تیسری دفعہ اس پر کام شروع کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو خط ہم ایک ہی دفعہ پڑھ کر کام کر سکتے تھے اس کو تین دفعہ پڑھنے کے بعد اس کام کو کر پاتے ہیں۔ اسی طرح توجہ اور تجاویز کے ضمن میں بہت ساری چیزیں ہمیں موصول ہوتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان کے جواب دینے کے وقت کو کم سے کم کریں۔ اس کا طریقہ بھی یہی ہے کہ جو کام ہمیں خود کرنے ہیں ان کی ترجیح متعین کریں، اور جو کام دوسروں کے حوالے کرنے ہیں ان کو فوری طور پر دوسروں کے سپرد کر دیں۔

کام کو تقسیم کر کے وقت بچائیں

روزمرہ کے کاموں میں بہت سے کام ہمارے پاس ایسے ہوتے ہیں جو اگر دوسروں کے سپرد کر دیے جائیں تو کام بھی بہتر انداز میں ہو جائے گا اور وقت بھی بچے گا۔ اگر ہم سارے کام خود کرنے کی کوشش کریں گے، مثلاً رپورٹیں بھی خود بنائیں گے، اس کو خود ہی بھیجیں گے بھی، ہر چیز کا ریکارڈ بھی خود رکھیں گے اور جائزہ بھی خود لیں گے تو اس کے نتیجے میں نہ صرف ہمارے وقت کا ضیاع ہوگا بلکہ کام بھی بہتر طریقے سے نہیں ہو سکے گا۔ اس کو Micro Management کہتے ہیں جو کہ وقت کے ضیاع کا ایک بڑا سبب ہے۔ اس کا علاج کام دوسروں کو تفویض یا سپرد کرنا ہے اور پھر اس کا جائزہ لیتے رہنا ہے تاکہ ہدف بروقت حاصل ہو سکے۔

طویل گفتگو سے گریز

مختصر گفتگو ایک فن ہے۔ حضور اکرمؐ کے جو خطبات تحریری صورت میں احادیث کی کتابوں

میں ملتے ہیں ان سب کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مختصر ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ڈیڑھ لاکھ صحابہؓ کے سامنے حضور اکرمؐ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کو پڑھنے میں صرف ۷ منٹ لگتے ہیں۔ اسی طرح صحابہؓ کے خطبے بھی مختصر ہوتے تھے۔ حضور اکرمؐ کے خطبات کی ایک خصوصیت اختصار کے ساتھ ساتھ تکرار بھی تھی۔ حضور اکرمؐ ایک ہی بات کو دو تین دفعہ بیان کرتے تھے تاکہ بات ذہن نشین ہو جائے۔ جدید سائنسی تحقیق سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی فرد ایک گھنٹے کی تقریر توجہ سے سنے تو اس کا صرف ۱۰ فی صد اگلے دن تک یاد رکھ سکتا ہے۔ مختصر گفتگو میں یہ تناسب بڑھ کر ۲۵ فی صد تک ہو جاتا ہے۔ ہم جتنی طویل گفتگو یا خطاب کریں گے، اس کا استحضار اتنا ہی کم ہوگا۔

اپنی بات کو مختصر کرنے کی عادت ڈالیں اور اس کی تیاری کریں۔ مشہور برطانوی سیاست دان چرچل کا کہنا ہے کہ اگر مجھے تین گھنٹے تقریر کرنی ہو تو میں تیاری نہیں کرتا بس بولتا چلا جاتا ہوں، اور اگر ۱۵ منٹ تقریر کرنی ہو تو ۳ گھنٹے اس کی تیاری کرتا ہوں۔ یہ ایک صلاحیت ہے جس کو ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے کہ بات مختصر اور نکات کی صورت میں کی جائے۔ اس سے اپنا بھی اور دوسروں کا بھی وقت بچتا ہے۔ اگر کسی میٹنگ میں ۱۰، ۱۵ لوگ ہوں اور سب ۱۰ سے ۱۵ منٹ گفتگو کریں تو ۱۵۰ منٹ ہو جاتے ہیں۔ اگر ہر آدمی اپنی بات ۳ منٹ میں مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ۴۵ منٹ میں بات مکمل ہو جائے گی۔ دعوتی کام کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ بات جامع اور مختصر ہو اور تکرار کے ساتھ ہوتا کہ بات ذہن نشین ہو جائے۔ گفتگو کرنے سے پہلے ایک لمحے کے لیے اس بات کا تصور ضرور کریں کہ جو الفاظ بھی ہم بولیں گے اس کا پورا پورا حساب ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہاں دینا ہوگا۔

اہل خانہ کے لیے وقت ضرور نکالیں

احادیث سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ حضور اکرمؐ نبوت و رسالت اور اسلامی ریاست کے سربراہ ہونے کی گراں بہا ذمہ داریوں کے باوجود بھی اپنے گھر والوں کے لیے اور تفریح کے لیے وقت نکالتے تھے۔ دین کے کام کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہ کھا سکے، گھر کے کام کاج میں ہاتھ نہ بٹا سکے یا تفریح نہ کر سکے۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضور اکرمؐ اپنی

ساری بیویوں کو جمع کر کے ایک ساتھ کھانا کھاتے تھے، گفتگو کرتے تھے، ہنسی مذاق کرتے تھے، گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے تھے اور اپنے نواسوں کو جمع کر کے ان کے درمیان کشتی کرواتے تھے۔ یہ ساری چیزیں ہماری زندگی کا بھی حصہ ہونا چاہئیں۔ ہمیں اپنی ترجیحات میں اس بات کو بھی شامل کرنا چاہیے کہ ہمارا گھر بھی ہماری دعوت کا مرکز ہو۔ گھر والوں کی تربیت اور خوشی و تفریح ان کا حق ہے۔ ہمارے والدین اگر زندہ ہیں تو ان کی خدمت کر کے جنت کما لینا ہماری ترجیحات کی فہرست میں لازماً شامل ہونا چاہیے۔

فارغ اوقات کا بہتر استعمال

روزمرہ کی زندگی میں بہت سارے اوقات ایسے آتے ہیں کہ جب ہم فارغ بیٹھے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہم سفر میں ہوتے یا انتظار کر رہے ہوتے ہیں یا کچھ بھی نہیں کر رہے ہوتے۔ ان اوقات میں ہمیں اس بات کی عادت اپنانی چاہیے کہ جب بھی ہم فارغ ہوں تو اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے ترکھیں۔ حضور اکرمؐ نے بہت سارے کلمات بتائے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے اور اجر میں بہت بھاری ہیں۔ ان کلمات کو بار بار دہراتے رہیں۔ کثرت سے استغفار کریں۔ ایک ایک لمحہ جو ہمارے پاس ہے وہ اللہ کے ذکر میں اور استغفار میں صرف ہو تو یہ وقت کا بہترین استعمال ہے۔ ہمارے وقت کا کوئی لمحہ فارغ ہونے کی وجہ سے ضائع نہ ہو۔ حدیث سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ مومن کا ہر لمحہ کارآمد ہوتا ہے۔ جب اس پر کوئی مشکل پڑتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، جب خوش ہوتا ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

دوسروں کے وقت کی قدر

ایک ذمہ دار کی حیثیت سے ہمیں اس بات کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے کہ نہ تو ہمارے وقت کا کوئی حصہ ضائع ہو اور نہ ہماری ٹیم میں سے ہی کسی کا وقت ضائع ہو۔ جب ہم دوسروں کے وقت کی قدر و قیمت کا احساس کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے وقت میں برکت ڈال دے گا۔ اگر ہم دوسروں کے وقت کی قدر و قیمت کا احساس نہیں کریں گے اور ہماری وجہ سے دوسروں کا وقت ضائع ہوتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ ہمارے وقت کی قدر و قیمت بھی کم کر دے گا۔

وقت میں برکت کی دعا

وقت میں برکت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جس طرح ہم اپنے مال، کاروبار، رزق اور اولاد میں برکت کی دعا کرتے ہیں اسی طرح اپنے وقت میں برکت کے لیے بھی دعا کریں۔ اگر ہمیں وقت میں برکت حاصل ہوگئی تو زندگی بڑی آسان ہو جائے گی۔ جن لوگوں کو اللہ کی یہ نعمت حاصل ہوتی ہے ان کے پاس وقت کی کمی کا شکوہ نہیں ہوتا بلکہ ان پر یہ احساس غالب رہتا ہے کہ میرے پاس وقت ہے اور جو کام بھی میرے سپرد ہوگا میں اُسے کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ وقت میں یہ برکت اللہ تعالیٰ کا خاص انعام اور اس کی رحمت ہے جو ان لوگوں پر نازل ہوتی ہے جو اس سے برکت طلب کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ دعا فرماتے تھے: ”یا اللہ! زندگی کے اوقات میں برکت دے اور انھیں صحیح مصرف پر لگانے کی توفیق عطا فرما“۔

وقت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک غیر معمولی امانت ہے۔ اس کے ایک ایک لمحے کی قدر و قیمت کے احساس کے ساتھ اللہ کی بندگی کے لیے، جہنم سے بچنے اور جنت کے حصول کے لیے اس کا استعمال ہونا چاہیے۔ کامیاب وہی ہے جو اس احساس کے ساتھ زندگی گزارے کہ اسے زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا، یقیناً وہ اپنے وقت کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مقرر کردہ ترجیحات کے مطابق گزارنے کا اہتمام کرے گا۔

بلوچستان میں ترجمان القرآن حاصل کیجیے

- مکتبہ تحریک محنت، فرسٹ فلور، حاجی واحد پلازہ، مسجد امام ابوحنیفہ، روڈ، کوئٹہ
- پاک سٹیشنرز اینڈ بک سیلرز، تربت، کمران
- خوشحال بک لینڈ، تحصیل روڈ، لورالائی
- البدر بک سنٹر، ایئر پورٹ روڈ، گوادر

دفتر ترجمان کے لیے الابلاغ سروس کی عمارت

آپ صرف اپنی طرف سے ہی نہ ہیں، آپ اپنی تعلقات رکھتے ہیں تو اپنے گھر والوں کی طرف سے بھی ہیں۔